سیّدۃ النّساء حضرت

خدیجۃ الکبریٰ رضؓ

صد سالہ جشنِ تشکرّ

زیرِ اہتمام لجنہ اماء اللہ مرکزیہّ قادیان

سیدۃ النساء حضرت

خدیجۃ الکبریٰ رضؓ

مولانا دوست محمد شاہد مؤرخِ احمدیت

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیش لفظ

(رقم فرمودہ حضرت سیدہ اُمِ متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

یہ کتابچہ جو مکرمی محترمی جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے تحریر فرمایا ہے اُس عظیم المرتبت خاتون کے متعلق ہے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہونے کا شرف حاصل ہوُا۔ نہ صرف زوجہ ہونے کا بلکہ سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون ہونے کا بھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی خاطر عظیم قربانیاں پیش کیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ آپ کے حالات سے واقف ہوں دوسروں کو واقف کرائیں اور آپ کے نقش قدم پر چلنا فخر سمجھیں۔ پس مَیں سب بہنوں کو بھی تحریک کرتی ہوں کہ وہ اِس کتابچہ

کو خریدیں، پڑھیں اور بہنوں میں اِس کے خریدنے کی تحریک کریں۔ اِسی طرح لجنات کو بھی تحریک کرتی ہوں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اِس کو خریدیں اور بہنوں میں اس کے پڑھنے کی تحریک کریں۔ لجنہ اماء اللہ کے نئے سال کے تعلیمی لائحہ عمل میں اِس کتاب کو مطالعہ کے لئے رکھا جا رہا ہے۔

خاکسار

مریم صدّیقہ

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

۸۴/۱۱/۷

حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

سیّد الکونین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حدیث کے مطابق آنحضرت صلعم کی حرمِ اوّل اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا خواتینِ جنّت کی سردار ہیں۔ ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ خدیجہ برتن میں کچھ لا رہی ہیں، آپ ان کو خدا کا اور میرا سلام پہنچا دیں[1]۔ ایک اور موقعہ پر جبکہ حضرت جبرائیلؑ آنحضورؐ کے پاس تھے، حضرت سیّدہ رضی اللہ عنہا بھی آگئیں۔ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ ان کو جنّت

---

[1] جامع الصغیر للسیوطیؒ جلد ۲ صفحہ ۲۔ استیعاب جلد ۲ صفحہ ۷۴۰

کے ایک ایسے گھر کی بشارت سُنا دیجیئے جو موتیوں کا ہو گا۔[1]

یہ مبارک الفاظ جن کا سرچشمہ بلاشبہ وحیِ ربّانی ہے، حضرت خدیجہؓ کی سیرت کا الہامی خلاصہ ہیں، وجہ یہ کہ حضرت مسیح موعود و مہدیٔ موعود کے نظریّہ کے مطابق "اِسلامی بہشت اِس دُنیا کے ایمان اور عمل کا ایک ظِلّ ہے۔ وہ کوئی نئی چیز نہیں جو باہر سے آکر انسان کو ملے گی۔ بلکہ اِنسان کی بہشت اِنسان کے اندر ہی سے نکلتی ہے اور ہر ایک کا بہشت اُسی کا ایمان اور اُسی کے اعمالِ صالحہ ہیں"[2] اِس حقیقت کے پیشِ نظر ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت خدیجہؓ کی حیاتِ طیبہ کو اگر تشبیہہ دی جا سکتی ہے تو ایک شاندار محل سے، جو آبدار موتیوں سے جگمگا رہا ہو۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کی سوانح، سیرت اور اَخلاق و شمائل کا ہر گوشہ گوہرِ یکتا نظر آتا ہے۔

حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مشہور قریشی قبیلہ بنو اَسد کی چشم و چراغ تھیں، کنیت اُمِّ ہند، والد کا نام خویلد، اور والدہ کا فاطمہ بنت زائدہ۔ آپ کا سِلسلۂ نسب تین واسطوں سے جنابِ قصیّ تک

---

[1] اُسدُ الغابہ جلد ۵ صفحہ ۴۳۸ زیرِ لفظ "خدیجہ"

[2] اِسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۷۶

پہنچتا ہے جو جدّ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑدادا تھے۔ آپ آنحضورؐ کی ولادت سے ۱۵ سال پہلے ۵۵۵ء میں پیدا ہوئیں۔ سنِ شعور تک پہنچیں تو اپنے بلند اخلاق کی بناء پر طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

آپ کا پہلا نکاح ابو ہالہ سے ہوُا، اُن کی وفات کے بعد آپ پہلے عتیق بن عائذ سے اور پھر صفی بن اُمیّہ سے بیاہی گئیں، صفی بھی اِنتقال کرگئے اور آپ تیسری مرتبہ پھر بیوہ رہ گئیں[1]۔ اسی زمانہ میں عرب کی جنگ "حرب الفجار" چھڑ گئی جس میں آپ کے والد بھی مارے گئے۔ شوہر اور باپ کی وفات سے آپ پر غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ذریعۂ معاش تجارت تھا، جس کا کوئی نگران نہ رہا۔ اپنے اعزّہ کو معاوضہ دے کر شام وغیرہ کی طرف بھیجتی رہیں۔ آپ خاندانی روایات کے مطابق فطرتاً سخی اور فیّاض تھیں، اپنا مال غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری میں بے دریغ لُٹا دیتی تھیں[2]۔ اُن کی یہ نیکی اللہ جلّ شانہٗ کو ایسی پسند آئی کہ آپ کے قدموں میں دَولت و ثروت کے اَنبار لگ گئے اور مکّہ کی

---

[1] طبقات ابنِ سعد (حالاتِ خدیجہؓ)

[2] "سیرت الصحابیات" صفحہ ۲۱-۲۲ (از مولانا سعید انصاری۔ مولانا عبد السلام ندوی) "سیرت المصطفیٰؐ" جلد ا صفحہ ۱۷۳-۱۷۴ (مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی)

پوری تجارت گویا آپ کے کنٹرول میں آگئی اور عرب میں آپ کی دولتمندی کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی۔

ایک بار مال کی روانگی کا وقت آیا تو حضرت ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ خدیجہؓ سے جا کر ملنا چاہیئے۔ ان کا مال شام جائے گا بہتر ہو کہ آپ بھی ساتھ جائیں۔ آنحضرتؐ کی پارسائی، تقدس اور صداقت کا عام چرچا تھا اور آپ امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ کو اس گفتگو کی خبر ہوئی تو فوراً پیغام بھیجا کہ آپ میرا مالِ تجارت لے کر شام کو تشریف لے جائیں، میں اَوروں کی نسبت آپکو دُگنا معاوضہ پیش کروں گی۔ آنحضرتؐ نے یہ شرط قبول فرمالی۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنا غلام مَیسَرہ آپ کے ہمراہ کر دیا۔ اِس سفر میں عجیب غیبی برکتیں نمودار ہوئیں اور آنحضرتؐ کی دعاؤں اور تدابیر، اور دیانت و امانت کے نتیجہ میں خارِق عادت رنگ میں نفع ہؤا جس نے حضرت خدیجہؓ کے دِل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبّت کا ایک دریا رواں کر دیا۔

اس کے بعد آنحضرتؐ جب دوسری بار میسَرہ کے ساتھ سامانِ تجارت لے کر شام تشریف لے گئے تو دَورانِ سفر بصرہ میں نسطورہ راہب نے میسرہ کو اپنی فراست و بصیرت سے خبر دی کہ آپؐ ہی نبیِٔ منتظر اور پیغمبرِ

آخر الزمان ہیں۔ خود میسرہ نے یہ نظارہ دیکھا کہ دو فرشتے اپنے پروں سے حضورؐ پر سایہ کئے ہوئے ہیں اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی مکہ میں واپسی کے وقت حضرت خدیجہؓ نے بھی مشاہدہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر تشریف لا رہے ہیں اور دو فرشتے حضورؐ پر سایہ افگن ہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے جب دوسری عورتوں کو یہ منظر دکھلایا تو وہ بھی دنگ رہ گئیں۔ بعد ازاں میسرہ نے بھی اپنے مشاہداتِ سفر بیان کئے تو ایک معتمد سہیلی کے ذریعہ حضورؐ کی خدمت میں شادی کی درخواست کی جسے آنحضورؐ نے بھی قدرے تامّل کے بعد منظور فرما لیا ابو طالب نے پانچ سَو درہم مہر پر نکاح پڑھا جو کتبِ تاریخ میں ریکارڈ ہے حضورؐ کی عمرِ مبارک اُس وقت ۲۵ سال تھی اور حضرت خدیجہؓ کی چالیس سال۔ حضرت خدیجہؓ نے حلقۂ زوجیت میں آنے کے بعد اپنی سب جائیداد اور مال دُرِّ یتیم حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں میں کسی بیرونی تحریک کے بغیر نچھاور کر دیا جس کی طرف آیت وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى بھی اشارہ کر رہی ہے۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود (نوّر اللہ مرقدہٗ) فرماتے ہیں:-

---

[1] طبقات ابنِ سعد و روض الانف جلد ۱ صفحہ ۱۲۲ و خصائص الکبریٰ للسیوطیؒ۔ مواہب اللدنیہ للقسطلانیؒ۔

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف ہزاروں روپے رکھنے والی خاتون نہیں تھیں بلکہ لاکھ پتی خاتون تھیں مستقل طور پر اُن کی طرف سے متعدد قافلے تجارت کے لئے شام کی طرف آتے جاتے تھے اور یہ وسیع کاروبار وہی شخص کر سکتا تھا جو اپنے لاکھوں روپے رکھتا ہو۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت خدیجہؓ کی اس عدیم المثال قربانی کے نتیجہ میں دولت کے ڈھیروں ڈھیر مل گئے تو آپؐ نے وہ تمام مال قوم کے غرباء اور یتامیٰ و مساکین میں تقسیم کر کے اپنا دل ٹھنڈا کر لیا۔"[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بھی اولاد ہوئی وہ (سوائے حضرت صاحبزادہ ابراہیمؑ کے) حضرت خدیجہؓ ہی کے بطنِ مبارک سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو آپ سے تین۳ فرزند اور چار۴ صاحبزادیاں عطا فرمائیں جن کے نام یہ ہیں۔ حضرت قاسمؓ، حضرت طاہرؓ، حضرت طیبؓ، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُمِّ کلثومؓ اور (اُمِّ حسنین) حضرت فاطمۃ الزہراءؓ۔

حضرت خدیجہؓ آیتُ اللہ تھیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] تفسیر کبیر (والضحیٰ) صفحہ ۱۰۶

رُبع صدی کی رفاقت نے رُوحانیت کی ایک نئی شان عطا کر دی اور ازدواجی دُنیا میں پہلی بار ایک مثالی جنتِ اَرضی کا ظہور ہوُا۔ ایک مستشرق ایڈورڈ۔ جے۔ جُرجی (EDWARD-J-JURGI) لکھتے ہیں :۔

"When he was about twenty-five years old, his marriage with Khadijah, a rich and noble widow of matronly virtues, brought him domestic contentment and happiness, and he could then easily afford to give himself up to long and assidous reflection upon the nature and destiny of man."* ؎

آنحضرتؐ کی عمر پچیس برس کے قریب ہوئی تو (حضرت) خدیجہ سے آپؐ کی شادی ہوئی جو ایک امیر اور شریف النّفس بیوہ خاتون تھیں اور خاندانی امور میں بھی خاص اِنتظامی سلیقہ رکھتی تھیں۔ اِس شادی کے بعد آنحضرتؐ کو حقیقی سکون اور مسرت میسّر آئی اور آپ اِس قابل ہو گئے کہ انسانی فطرت اور اس کے مقصدِ حیات سے متعلق پیچیدہ مسائل پر مسلسل غور و فکر کر سکیں۔

سُنّتِ انبیاء کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دربارِ شہرت کی بجائے گوشۂ خلوت بہت محبوب تھا۔ حضورؐ مکّہ سے کئی میل دُور غارِ حرا

؎ *Collier' Encyclopaedia Vol : 16, p. 690.

میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن اور راتیں عبادت و مراقبہ میں گذارتے حضرت خدیجہؓ نہایت اہتمام سے مدتِ قیام کے لئے ایسا کھانا تیار کر دیتیں جو موسمی اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ خوراک ختم ہونے پر حضورؐ واپس گھر تشریف لے آتے۔ حضرت خدیجہؓ توشہ تیار کر دیتیں اور آپؐ پھر عازمِ حرا ہو جاتے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ دونوں نے غارِ حرا میں اعتکاف کی نذر مانی[1] ۲۴ رمضان کی تاریخ اور پیر کا دن[2] آنحضرتؐ کی چالیس سالہ زندگی کے لئے ہی نہیں دُنیا بھر کے لئے ایک انقلابِ عظیم کا پیش خیمہ ثابت ہؤا۔ آپؐ حسبِ معمول نہایت یکسوئی سے اپنے خالقِ آسمانی کی یاد میں محو تھے کہ حضرت جبریلِ امین نازل ہوئے اور قرآنی وحی اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ کا آغاز ہؤا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سخت گھبراہٹ کے عالم میں غارِ حرا سے اُتر کر گھر لوٹے اور فرمایا مجھ پر کپڑا ڈال دو۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنے مقدس ترین خاوند کو فوراً کپڑا اوڑھا دیا۔ جب ذرا اطمینان ہؤا تو حضورؐ نے سارا ماجرا کہہ سُنایا اور فرمایا مجھے تو اپنے نفس کے متعلق ڈر پیدا ہو گیا ہے مگر حضرت خدیجہؓ، جو آنحضورؐ

---

[1] الخصائص الکبریٰ للسیوطیؒ جلد ۱ صفحہ ۲۲۶ (ترجمہ)

[2] زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۷ و بحرِ محیط جلد ۲ صفحہ ۲۹

جیسی سرتاپا نُور اور خدا نما شخصیت کے رُوحانی اثرات بچشمِ خود ملاحظہ کر چکی تھیں بے ساختہ پکار اُٹھیں:۔

"کَلَّا وَاللّٰهِ مَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا۔ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ۔ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ" [۱]

نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بخدا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رُسوا نہیں کرے گا۔ آپ صِلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ معدوم اَخلاق کو آپ نے اپنی ذاتِ اقدس میں جمع کر لیا ہے۔ آپ مہمان نواز ہیں اور حق کی باتوں میں لوگوں کے مددگار بنتے ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کی یہ گواہی نہ صرف رسالتِ محمدیؐ کی صداقت کا دائمی نشان ہے بلکہ اس سے حضرت خدیجہؓ کی فصاحت و بلاغت، خدا پر کامل یقین اور کامل محبّت اور باریک نظری اور دینی فہم و دانش کا پتہ بھی لگتا ہے اور یہ دیکھ کر تو رُوح وجد کر اُٹھتی ہے کہ آپ کے اِس تاریخی فقرہ میں (جو فصاحت و بلاغت کا بھی شاہکار ہے) جملہ الہامی کتب خصوصًا

---

[۱] بخاری جلد ۱ صفحہ ۳ (مصری)

قرآن شریف کی تعلیمات کا نہایت حسین وجمیل عکس آگیا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود کے الفاظ ہیں "قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید ومحبّت واطاعتِ باری عزّ اِسمہٗ۔ دوسرے ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی"۔[1]

دعوائے نبوّت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (فداہ ابی و امی) پر نماز فرض ہوئی تو آپؐ مکہ کے بلند حصّہ میں تھے جہاں پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ حضرت جبریلؑ نے وضو کیا پھر آنحضرتؐ نے بھی اسی طرح وضو کیا۔ بعد ازاں حضرت جبریلؑ نے آپؐ کو ساتھ لے کر نماز پڑھی اور غائب ہو گئے۔ (اِس کشفی نظّارہ کے بعد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے۔ آپ کے سامنے وضو کیا اور ساتھ لے کر اسی طرح نماز پڑھی جس طرح حضرت جبریلؑ نے پڑھی تھی۔[2]

الغرض حضرت خدیجہؓ تاریخِ اِسلام میں پہلی خاتون تھیں جنہیں آنحضرتؐ پر ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہی نہیں خدا کے عظیم الشّان پیغمبر کی آواز دوسروں تک پہنچانے کا فریضہ بھی اُمّت میں سب سے پہلے آپ ہی

---

[1] ازالہ اوہام صفحہ ۵۵۰ (طبع اوّل)

[2] ابنِ ہشام

نے ادا کیا۔ چنانچہ آپ آنحضرتؐ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کی طرف لے گئیں جنہوں نے غارِ حرا کی تجلی کا واقعہ سنتے ہی اقرار کیا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ جیسے اولوالعزم نبی پر ظاہر ہوا تھا۔ ازاں بعد آپ نے بصریٰ کے بحیرا راہب کو بھی آفتابِ نبوت کے ظہور کی اطلاع دی۔[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ رسالت نے سارے عرب کو مشتعل کر دیا، آنحضورؐ نماز پڑھتے تو آپؐ پر خاک ڈال دی جاتی، بازار سے گذرتے تو اوباش جمع ہو کر آوازیں کستے۔ اپنے مکان میں تشریف لاتے تو اِرد گِرد کے مکانوں سے آپؐ کے گھر میں سنگ باری کی جاتی اور بعض دفعہ بکروں اور اونٹوں کی انتڑیوں اور دوسری بدبودار اور گندی چیزوں کا ڈھیر لگ جاتا۔

یہ وہ دردناک ماحول تھا جس میں اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے اپنے بچوں کی تربیت اور اپنے محبوب ترین خاوند کی خدمت گذاری کا حق ادا کر دیا۔ امام محمد بن اسحاق امام المغازی فرماتے ہیں:۔

"كَانَتْ لَهُ وَزِيْرَ صِدْقٍ عَلَى الْاِسْلَامِ يَشْكُوْ اِلَيْهَا وَيُهْلِكُ هَمَّهُ"۔[2]

---

[1] سیرت حلبیہ جلد ا صفحہ ۲۴۹ تالیف علی بن برہان الدین الحلبیؒ۔ [2] ابنِ ہشام

حضرت خدیجہؓ اِسلامی امور میں آنحضورؐ کی مخلص وزیر تھیں۔آپؐ اُنکے سامنے اپنی تکالیف بیان فرماتے اور وہ آپؐ کی ڈھارس بندھاتی تھیں۔حضرت ابن عبد البر القرطبی فرماتے ہیں:-

"فَكَانَ لَا يَسْمَعُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شَيْئًا يَكْرَهُهُ مِنْ رَدٍّ عَلَيْهِ وَتَكْذِيْبٍ لَهُ إِلَّا فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمَا تُثَبِّتُهُ وَتُصَدِّقُهُ وَتُخَفِّفُ عَنْهُ وَتُهَوِّنُ عَلَيْهِ مَا يُلْقٰى مِنْ قَوْمِهٖ"[1]

آنحضرتؐ کو مُشرکوں کی تکذیب یا تردید سے جو صدمہ بھی پہنچتا حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر دُور ہو جاتا تھا کیونکہ وہ آپؐ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مُشرکین کے معاملہ کو آپؐ کے سامنے بے وقعت کرکے پیش کرتی تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کی زندگی کا آخری اِمتحان محرّم ۷ نبوی میں شروع ہُوا جب کہ قریشِ مکّہ نے مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ معاہدہ کرکے اجتماعی اور منظّم بائیکاٹ کیا اور آنحضرتؐ اور حضرت خدیجہؓ اور دوسرے مظلوم صحابہؓ کو شعب ابی طالب میں (جو ایک پہاڑی درّہ کی صورت میں تھا) محصور ہونا پڑا۔نظر بندی کا یہ زمانہ قیامت سے کم نہیں تھا جس میں ایسے ایسے دردناک

---

[1] استیعاب جلد ۲ صفحہ ۷۴۰

نظارے دیکھنے میں آئے کہ اُن کے تصور سے آج بھی کلیجہ مُنہ کو آتا اور جگر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ حکیم ابنِ حزام حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے۔ وہ کبھی کبھی اپنی پھوپھی کے لئے خفیہ خفیہ کھانا لے جاتے تھے مگر ایک دفعہ ابوجہل کو کسی طرح اس کا علم ہو گیا تو اس بدبخت نے راستہ میں اسے بڑی سختی سے روک لیا[۱]۔ یہ ابتلاءِ عظیم برابر ڈھائی تین سال تک جاری رہا۔ بالآخر مکہ کے بعض شرفاء کی مداخلت سے یہ ظالمانہ معاہدہ ختم ہوا مگر فاقوں نے اپنا اثر دکھلایا اور تھوڑے دِنوں کے بعد ہی پہلے آنحضرتؐ کے چچا ابوطالب اور پھر آپؐ کی وفا شعار بیوی حضرت خدیجہؓ اِن ایّامِ کرب و بَلا کے مصائب و آلام کی تاب نہ لا کر انتقال فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یہ دردانگیز حادثہ ۱۰ رمضان[۲] ۱۰ نبوی کو پیش آیا جب کہ اُن کی عمر ۶۴ سال ۶ ماہ تھی۔ نمازِ جنازہ اس وقت مشروع نہیں تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشکبار آنکھوں اور غم رسیدہ دِل کے ساتھ قبر میں اُترے اور اپنی چہیتی بیوی کی لاش سپردِ خاک کر دی۔

حضرت خدیجہؓ کا مَدفن مکّہ کے شمال میں واقع پہاڑ حجون ہے۔ یہ

---

[۱] ابنِ ہشام۔ سیرت خاتم النبیین (از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)۔

[۲] "طبقات ابنِ سعد"

وہی پہاڑ ہے جس کی گھاٹی سے گذر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر مدینہ سے مکہ معظمہ میں رونق افروز ہوئے تھے۔ آپ کے مزار پر عرصہ تک ایک چوبی تابوت رکھا رہا ۹۵۰ھ میں اس کی حفاظت کے لئے ایک شاندار قبہ تعمیر کیا گیا جس کی مرمت ۱۲۹۸ھ میں ہوئی۔[1] بعض روایات کے مطابق اسی کے قریب حضرت عبدالمطلب اور حضرت ابوطالب کی قبریں بھی ہیں۔ مکہ معظمہ کا یہ قدیم ترین قبرستان "جنتِ معلّی" کہلاتا ہے۔

ذکاء الملک علامہ ڈاکٹر فریدون زماں محمد شجاع کے "سفرنامہ حج وحرمین" ص ۳۲۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قبرستان کے قبّے، کتبے اور تعمیرات، انقلاباتِ زمانہ کی بدولت مٹ چکی ہیں اور کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کس کی قبر ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جدائی کا غم عمر بھر نہیں بھلا سکے۔ تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ غزوۂ بدر کے قیدیوں میں آپ کے داماد ابوالعاص بھی تھے۔ ان کے فدیہ میں آنحضرتؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے جو ابھی مکہ میں تھیں کچھ چیزیں بھیجیں جن میں وہ ہار بھی تھا جو آپؐ کی پیاری بیوی حضرت خدیجہؓ نے جہیز میں اپنی بیٹی

---

[1] مرءۃ الحرمین جلد اصفحہ ۳۰-۳۱ از رفعت پاشا مطبوعہ مصر۔ اِس کتاب میں حضرت خدیجہؓ کے قبّہ کی تصویر بھی دی گئی ہے۔

کو دیا تھا۔ جونہی حضرت نبئ کریمؐ کی نظر اس ہار پر پڑی آپؐ کو حضرت خدیجہؓ کی یاد آگئی اور آپؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے تربتر ہوگئیں [۱]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ گو مَیں نے حضرت خدیجہؓ کو نہیں دیکھا لیکن مجھ کو جس قدر اُن پر رشک آتا کسی اَور پر نہیں آتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اُن کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار انہوں نے حضورؐ کی خدمتِ اقدس میں نہایت اَدب سے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! آپ کیوں ایک بڑھیا کو یاد کرتے ہیں جو مَر چکی ہے۔ خدا نے اُس سے اچھی بیویاں آپؐ کو عطا کی ہیں۔ یہ سُن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسّاس اور نازک دِل پر ایسی چوٹ لگی کہ آپؐ کی حالت برداشت سے باہر ہوگئی اور آپؐ نے درد بھرے الفاظ میں فرمایا :۔

" لَا وَاللّٰهِ مَا اَبْدَلَنِیَ اللّٰهُ خَیْرًا مِنْهَا اٰمَنَتْ بِیْ اِذْ کَفَرَ النَّاسُ وَصَدَّقَتْنِیْ اِذْ کَذَّبَنِیَ النَّاسُ وَوَاسَتْنِیْ فِیْ مَالِهَا اِذْ حَرَمَنِیَ النَّاسُ وَرَزَقَنِیَ اللّٰهُ مِنْهَا اَوْلَادًا اِذْ حَرَمَنِیْ اَوْلَادَ النِّسَاءِ " [۲]

---

[۱] صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۳ ؛

[۲] اُسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۴۳۸۔۴۳۹۔ استیعاب جلد ۲ صفحہ ۷۴۱ ؛

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے خدیجہؓ کے بدلے اس سے بہتر کوئی بیوی نہیں دی۔ وہ مجھ پر ایمان لائی جبکہ اَوروں نے کفر کیا، اُس نے میری تصدیق کی جب دوسروں نے میری تکذیب کی۔ اس نے اپنے مال سے میری غمخواری کی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم کیا اور خدا تعالیٰ نے اس کے بطن سے مجھے اولاد بخشی جب کہ دوسری ازواج کو اس نے محروم رکھا۔

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ آج اِس دُنیا میں موجود نہیں۔ اور آپ کی قبر کے آثار بھی معدوم ہو چکے ہیں مگر آپ کا کام اور نام دونوں زندۂ جاوید ہیں۔ اِسی طرح آنحضرتؐ کے مبارک ہونٹوں سے نکلے ہوئے تعریفی کلمات بھی فضائے بسیط سے مِٹ نہیں سکتے۔ وہ یقیناً ہر عاشقِ رسولؐ کے دِل و دماغ میں محفوظ ہیں اور حشر تک گونجتے رہیں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، جلال اور تقدّس

کے اَبدی تخت پر بیٹھنے والے زندہ رسول اور نبیوں
کے شہنشاہ محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی اوّلین رفیقۂ حیات ہونے کی حیثیّت سے یقیناً ملکۂ
دوجہاں ہیں۔

ربِّ محمدؐ کی قسم! دُنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت
نہ تو آپ کا یہ رُوحانی تاج چھین سکتی ہے اور نہ آپ کی آسمانی
بادشاہت پر کبھی زوال آسکتا ہے۔ ؎

فانیوں کی جاہ وحشمت پر بَلا آوے ہزار
سلطنت تیری ہے جو رہتی ہے ہردَم برقرار

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِ
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ
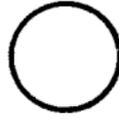
روایت ہے کہ دسواں سال تھا عہدِ نبوت کا

کہ ٹوٹا آخری رشتہ بھی اِنسانی حمایت کا

ابوطالب سدھارے جانبِ ملکِ عدم آخر

اُٹھا سر سے چچا کا سایۂ لطف و کرم آخر

وہ اُمّ المسلمینؓ جو مادرِ گیتی کی عزت ہے

وہ اُمّ المسلمینؓ قدموں کے نیچے جس کے جنت ہے

خدیجہؓ طاہرہ یعنی نبیؐ کی باوفا بی بی

شریکِ راحت و اندوہ پابندِ رضا بی بی

دیارِ جاودانی کی طرف راہی ہوئیں وہ بھی
گئیں دُنیا سے آخر سُوئے فردوسِ بریں وہ بھی

یہ بی بی تھیں، وہ ہمدردِ یتیمی تھے محمدؐ کے
یہ دونوں غمگسارانِ قدیمی تھے محمدؐ کے

مشیّت کو مگر مدِّ نظر تھی شانِ یکتائی
محمدؐ کی یہ تنہائی ہی تھی سامانِ یکتائی

(ابوالاثر حفیظ جالندھری)